© rasailojaraid.com

مثنوی ندائے مغرب

جناب آغا صادق

اَلا اے مدح خوانِ شانِ مغرب — گدائے رزقِ دسترخوانِ مغرب
ثنا خوانِ خدایانِ ترقی ! — غلامِ خوشہ چینانِ ترقی ،

ذرا اے مدعیٔ فلسفہ سُن !
ندائے شرق کا بھی فیصلہ سُن !

صفاتِ غیر میں رطب اللساں ہے — تعجب ہے تری غیرت کہاں ہے؟
کیا مغرب کا تُو نے بول بالا — علومِ مشرق پہ غصہ نکالا
کہ نامعقول ہیں سب اہلِ مشرق — بڑے مجہول ہیں سب اہلِ مشرق
یہ دعوٰی ہے کہ مغرب گنجِ حکمت — بچارے مشرقی یکسر جہالت
گھڑی ہے تو نے یہ جھوٹی کہانی — یہ ہے ذہنی غلامی کی نشانی
مبلغِ اخلاق اُن کو مانتا ہے — ہمیں تُو پست فطرت جانتا ہے
اصولِ دہریت ہیں تیرا مشرب — سمجھتا ہے کہ گمراہی ہے مذہب
جو بے دینی پہ تُو اترا رہا ہے — سمجھ کر مغز، چھلکا کھا رہا ہے
انہیں کی سب ادائیں تجھکو ازبر — تری مرعوبیت اللہ اکبر
ریاضی بھی وہیں سے فلسفہ بھی — نجوم و طب و جبر و ہندسہ بھی
وہیں سائنس کی اونچی زقندیں — ستاروں پہ انہی کی ہیں کمندیں

© rasailojaraid.com

بڑے عالی نظر مغرب کے رندے — مگر مشرق کے سب اخلاق گندے
شکایت ہے کہ بڑبولا ہے مشرق — طبیعت سُن کے ہوتی ہے بڑی دِق
اِدھر ہیں اہلِ مغرب کتنے چُپ چاپ — سراپا آگ پانی برق اور بھاپ
عمل کرتا ہے مغرب اور ہے خاموش — اور اہلِ مشرق ہیں شور و شغب کوش
صفت کو بد صفاتی کہہ رہا ہے — زباں کو عیب ذاتی کہہ رہا ہے
خموشی ہی اگر ہے کوئی جوہر؟ — تو انساں سے کہیں بہتر ہیں پتھر
خرد کو اس قدر تو نے اُچھالا — جنوں پہ طنز کر کے مار ڈالا،
زبانِ قوم کو دیتا ہے گالی — جزاک اللہ یہ منطق ہے نرالی
جب انگریزی خرد کا نام ٹھہری — مری اُردو یہاں دشنام ٹھہری
نظر آتے ہیں مشرق میں اندھیرے — پسند آئے ہیں صدیوں سے ٹیڑھے

کمالِ فن بھی رُسوا ہیں ہمارے
اور اُن کے عیب بھی آنکھوں کے تارے

لبِ شاگرد ہے اور مدحِ استاد — فدائے مغرب کا سُنیے یہ ارشاد
ہوا کیا، ہے اگر مے خوار مغرب — وطن کی مے سے ہے سرشار مغرب
عفیف و پارسا اکثر نہیں وہ — مگر اخلاق میں کمتر نہیں وہ
جوئے کی اس نے عادت گر ہے ڈالی — مروّت سے نہیں دل اس کا خالی
وہ قوموں کا لہو پیتا ہے پھر کیا — وہ استعمار پر جیتا ہے پھر کیا
ہوا کیا، سُود گر ہے شیرِ مادر — سخاوت میں وہ ہے دنیا میں برتر
لُنڈھائے ساغرِ مے جام بھر لے — وہ اپنے گھر میں جو چاہے سو کر لے
وہ ننگا ناچتا ہے پھر ہمیں کیا — یہ ہے اس کی ثقافت کا تقاضا
چلو مذہب میں وہ پکا نہیں ہے — مگر اخلاق تو کچا نہیں ہے۔
اگر عورت نمایاں ہے تو پھر کیا — محبِ قوم عریاں ہے تو پھر کیا
بصد عشوہ خراماں ہے تو کیا ہے — کلب میں شب کو رقصاں ہے تو کیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سنور کر حسن کا انعام لے گی — کسی ہم رقص کو وہ تھام لے گی
متاعِ مشترک ہے وہ سبھی کی، — کوئی جاگیر ہے حوّا کی بیٹی
گھروں میں جو چھپے انسان کیا ہے — حیا و شرم کا نقصان کیا ہے
تری تقریر کا ہے یہ خلاصہ — بنا ہے ڈوم ان کا اچھا خاصہ
ترے جملوں میں مغرب بولتا ہے — سمائی تجھ میں بندر کی ادا ہے
ترے سینے میں دم انگریز کا ہے — پرستش کو صنم انگریز کا ہے
یہ نغمے ہیں انھی کے، ساز ہے تو — سفید آقاؤں کی آواز ہے تو
وہ آقا جو سمندر پار کا تھا، — بڑی مشکل سے جس کو تھا نکالا
سوار اب بھی ترے اعصاب پر ہے — یہ بیداری کا دھوکا خواب پر ہے

وہ اب بھی ہے ترا آقا و مولا
لہو کیوں تیرا غیرت سے نہ کھولا

ترا کھانا ہے مرہونِ فرنگی — ترا پینا ہے ممنونِ فرنگی
رگوں میں تیری گر خونِ فرنگی — ترے سر میں ہے افیونِ فرنگی
تری تعلیم ذہنیّت فرنگی — تری ہر فکر تربیّت فرنگی
تو خشتِ خام ہے سانچا اسی کا — نیا ہے تو فرنگی کل کا پرزہ !
اسی کا تجھ پہ جادو چل گیا ہے — اسی کے حسبِ مرضی ڈھل گیا ہے
اسی کے نام کی جپتا ہے مالا — اسی پہ تو نے سب کچھ بیچ ڈالا

ترے سینے میں دل اپنا نہیں ہے
تری دنیا تری دنیا نہیں ہے،

کیا اپنا تمدّن تو نے غارت — صفت غیروں کی اپنوں کی حقارت
ہوئی تہذیب اپنی سر بسر نقص — انھی کے چشم و ابرو پہ ترا رقص
ہوا مغرب پہ دل قربان تیرا — چھری کانٹا بنا ایمان تیرا
پھر اس کو اور ہی سانچے میں ڈھالا — کھڑے کھانے کا بھی کھڑاگ پالا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غرض اغیار کا نقّال ہے تو
نہیں اپنا، پرایا مال ہے تو،

بہت کی تُو نے یورپ میں پڑھائی — لٹائی باپ دادا کی کمائی،
طبیعت میں جو عیّاشی سمائی — وہیں سے ایک لیڈی بھی اڑائی
جنے بچے اسی نے تیرے، ٹیڈی — رٹائی ان کو پاپا اور ڈیڈی،
ممی کہہ کر مچلتے جا رہے ہیں، — یہ کس سانچے میں ڈھلتے جا رہے ہیں
سلام آداب سے شرما رہے ہیں — ہیلو کہہ کہہ کے لذّت پا رہے ہیں
محبّت قوم سے یہ کیا کریں گے؟ — کہ یہ انگریز کا پانی بھریں گے

نئے فیشن میں ہیں کچھ سے بھی کچھ تیز
بنیں گے یہ بھی انگریز ابنِ انگریز

ترقی میں بہت ہی تیز ہے تُو — حقیقت میں سیاہ انگریز ہے تُو
ادائیں ان کی سب اپنا رہا ہے — وطن سے دُور ہوتا جا رہا ہے
عمل کا علم پر گر فیصلہ ہے — تو میرا مخلصانہ مشورہ ہے
یہاں پھبتے نہیں انداز تیرے — سمندر پار جا کر ڈال ڈیرے،
ترے سر میں جو مغرب کا جنوں ہے — تو حیرت ہے یہاں گھر بار کیوں ہے
وہاں جا کر وہی تہذیب اپنا — "دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا"
منافق کا چلن تیرا چلن ہے — تو ننگِ قوم ہے ننگِ وطن ہے
نسب اپنا فرنگی سے ملا لے — ہم ہو جائیں گورے اور کالے

وُہیں کر غیر کی تہذیب تازہ!
نکل جا بن کے غیرت کا جنازہ

○

© rasailojaraid.com